سید یونس الحسنی

......اور اب بلوچستان!

جنوبی وزیرستان پر کرب و اضمحلال کی تباہ کن کیفیات مسلط کرنے کے ساتھ ساتھ اب ہمارے حکمرانوں کی ''گڈ گورنس'' نے رقبے کے لحاظ سے وطن عزیم کے سب سے بڑے صوبے بلوچستان کو اضطراب مسلسل میں مبتلا کر دیا ہے۔ یہ ایسا علاقہ بن چکا ہے جہاں سچ اسیر، روشنیوں پہ قدغن اور ظلمت آزاد ہے۔ بلوچ عوام اور سرداروں کے زیادہ تر مطالبات بالکل درست ہیں اور وہ فوری طور پر تسلیم کئے جانے ضروری ہیں مثلاً:

(۱) صوبہ بلوچستان ترقی کی دوڑ میں دوسرے علاقوں کی نسبت زیادہ پسماندہ ہے' اسے ترجیحی طور پر اپ گریڈ کیا جانا چاہیے اور اس معاملے میں صرف بلوچوں کو شامل کیا جائے۔

(۲) پولیس وسول بیوروکریسی اور تعلیمی میدان میں صرف بلوچ افسران و کارکنان کی صلاحیتوں سے کام لیا جائے دیگر صوبوں کے لوگوں کو خود ساختہ مصلحتوں کے تحت وہاں مسلط نہیں کیا جانا چاہیے۔

(۳) بلوچستان کے کسانوں کو زرعی ترقی کے لیے آسان ترین شرائط کے تحت زیادہ سے زیادہ قرضے دیئے جائیں۔

(۴) فوج میں بلوچوں کو معقول حصہ دیا جائے۔

(۵) معدنی وسائل بلاشبہ قومی ملکیت ہیں مگر ان پر متعلقہ قومیت کا حق فائق ہے۔ لہٰذا بلوچوں کو اپنے چولہے گیس سے جلانے کی سہولت جلد از جلد فراہم کرنے کا بندوبست کیا جائے اور اس معاملے میں سطح مرتفع کو بہانہ بنانے سے گریز کیا جائے۔

(۶) کاشتکاروں کو پانی کی فراہمی بہر طور یقینی بنانے کے لیے جدید ترین وسائل سے استفادہ کیا جائے کیونکہ کاریزوں کا قدیمی سلسلہ عہدِ حاضر کے تقاضوں کا ساتھ دینے سے قاصر ہے۔

(۷) گوادر میگا پروجیکٹ میں بلوچوں کو فوقیت کے ساتھ ملازمتیں دی جائیں۔ اسی فیصد لیبر بلوچوں سے لی جائے اور انتظامیہ میں بھی انہیں کوٹہ سسٹم کی بجائے وافر حصہ دیا جائے تا کہ ان کی محرومیوں کا خاطر خواہ ازالہ ہو اور احساس کمتری سے وہ چھٹکارا پا سکیں۔

فوجی چھاؤنیوں کے متعلق ردّعمل میں ہم بلوچ سرداروں کے کسی بھی طرح ہم نوا نہیں ہو سکتے۔ بلوچستان اسلامی جمہوریہ پاکستان کا صوبہ ہے۔ اس ملک کی حکومت کو پورا پورا حق ہے کہ وطن کی اندرونی اور نظریاتی سرحدوں کے دفاع سے غفلت نہ برتے بلکہ ملک میں جہاں چاہے جب چاہے اپنے معسکر قائم کرے تا کہ کوئی بدخواہ اپنی ریشہ دوانیوں سے وطن کا جغرافیہ بدلنے کی جرأت نہ کر سکے۔ البتہ فوجی حکومت کی حمایت میں ہم کبھی نہیں کر سکتے کہ یہ شعبہ سیاست دانوں کا ہے۔ اسی طرح فوج کی عوام پر چڑھائی اور جنگ مسلط کرنے کی بھی مذمت کرتے ہیں۔ ہمیں حکومت وقت کی بہت سی سیاسی و اخلاقی پالیسیوں سے شدید اختلاف ہے۔ اس کی بہت سی وجوہات ہیں اور ہم ان پالیسیوں کو امریکی ڈکٹیشن کے عین مطابق

سمجھتے ہیں۔ یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ جنرل پرویز کا راج سنگھاسن جارج ڈبلیو بش کے سہارے کھڑا ہے۔ بایں ہمہ یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے کہ بلوچستان میں فوجی چھاؤنیوں کی تعمیر پر بلوچ سرداروں اور ان کے باجگزاروں کی پریشانی رہے گی اور ہیجانی کیفیات کلیتہً بلا جواز ہیں۔ انہیں کھل کر اپنے تحفظات کا افشردہ کرنا چاہیے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ کن وجوہات کی بنا پر وہ اپنے صوبے میں ان کی مخالفت کر رہے ہیں۔ آخر انہیں کس بات کا خطرہ ہے؟ اربابِ حکومت سے ہماری دردمندانہ گزارش یہ ہے کہ اپنی حکم عدولی پر قوم پرست بلوچوں کو غدار کہنے کا سلسلہ بند کردے کہ وہ آزاد قبائل کی طرح ہمارے وطن کے سربکف اور بے لوث محافظ ہیں۔ ان کی حب الوطنی شک وشبے سے بالاتر ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اختلاف رائے رکھنے والوں پر وطن دشمنی کا لیبل چسپاں کرنے میں سابقہ لیگی حکومتوں اور ان کے ترجمان اخبارات نے الفاظ کا بے دریغ استعمال کیا ہے۔ آج بھی صورت حال جوں کی توں ہے۔ یہ کوئی اچھا شگون نہیں۔ ایسی چیرہ دستیوں سے تو بھلے چنگے انسان کا دماغ کوئی نئی کروٹ لے سکتا ہے۔ وطن عزیز کو اس عفریت سے بچانا ہم سب کا خصوصاً اہل اقتدار کا فرض ہے۔

دراصل پرویز حکومت کا سابقہ ریکارڈ انتہائی ناقابل رشک ہے۔ افغان پالیسی میں یوٹرن نے ایسے گل کھلائے کہ جن سے خوشبو کی بجائے تعفن کے بھبھوکے اٹھ رہے ہیں اور نہ جانے کب تک قوم ان کے اثرات بد سے پھیلنے والے امراض کا علاج کرتی کراتی رہے گی۔ اب وزیریوں کو خون میں نہلایا جا رہا ہے اور ساتھ ہی بلوچستان میں بھی کچے پکے راگ الاپ کر لوگوں کو انٹ شنٹ سننے اور ماننے پر مجبور کیا جا رہا ہے، جس سے مضطرب و بے چین ہونا فطری سی بات ہے۔ اسی لیے قبائل بھی پہاڑوں پر مورچہ زن ہو چکے ہیں۔ حکمران اپنے دشمن اوّل بھارت سے تو مذاکرات کا ڈول ڈالے ہوئے ہیں مگر اپنوں سے کہنے سننے پر آمادہ و تیار نہیں۔ شاید اسی حکومتی رویے سے شاکی ہو کر بلوچوں نے بھی ہتھیار اٹھا لیے ہیں۔ ہماری سوچی سمجھی رائے ہے کہ امارت اسلامی افغانستان کی بربادی اور طالبان مجاہدین کا خون بے گناہی ہمارے لیے بڑے وبال کا سبب بنا ہوا ہے۔ اس لیے اب بلوچستان کو بخش دیا جائے، ان پر بمباری اور توپ خانے سے فائرنگ کرنے کی بجائے مل بیٹھ کر مسائل سلجھایئے، ان کی آنکھوں کے روزن سے ان کے دلوں میں اترنے کی سعی کیجیے، ان کے افق پر بھی خوشحالیوں کے ماہتاب ترنے دیجیے، ان پر تہمتوں کے طومار کی بجائے ان کی آہوں اور سسکیوں کو مسکراتے گلابوں کا آہنگ دیجیے، خود راہزن بننے کی بجائے انہیں سارقوں کی دسیسہ کاریوں سے بچایئے ورنہ مستقبل کا مؤرخ آپ سے کوئی رورعایت نہیں کر پائے گا اور جلی حروف میں لکھے گا:

تم خود تھے مسیحا کے طلبگار مسلسل
گلشن کا ہر اک شخص تھا بیمار مسلسل
تم اپنے لیے چنتے تھے غمخوار مسلسل
چلتی تھی وطن پر تری تلوار مسلسل